ایرانی تصوّف میں دخیل مانوی افکار و خیالات
(سعید نفیسی کے خیالات کا مطالعہ)

ڈاکٹر کبیر احمد جائسی (علیگ)

فارسی زبان کے مشہور عالم سعید نفیسی نے اپنی کتاب "سرچشمۂ تصوف در ایران" میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ وہ اسلامی تصوف کے بیشتر سلسلوں کو نہ صرف ایرانی ثابت کریں بلکہ ان کو بودھی، زردشتی اور مانوی تعلیمات کا چربہ بھی قرار دیں۔ اپنی اس کوشش کو بامعنی بنانے کے لیے انھوں نے تصوف کو تین علاقوں کے تصوف میں تقسیم کیا ہے یعنی (۱) ایرانی تصوف (۲) عراق اور جزیرہ کا تصوف (۳) مغربی (اندلس، شام، مصر وغیرہ) تصوف۔ ان کے نزدیک تصوف انہی تین علاقوں کے تصوف میں منقسم ہوتا ہے۔ ایرانی تصوف سے بحث کرتے ہوئے سعید نفیسی نے اس کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی بتلائی ہے کہ وہ مانوی افکار و خیالات اور طریق کا حامل ہے۔ درج ذیل سطور میں سعید نفیسی کے انہی خیالات کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ تصوف کے طالب علموں کو معلوم ہو سکے کہ اس زمانے میں تصوف کی تعبیر، تشریح اور توضیح کس کس طرح کی جا رہی ہے اور ان تعبیروں سے کن کن مسلمات پر ضرب پڑ رہی ہے۔

مانوی افکار و خیالات نے ایرانی تصوف کو جس طرح متاثر کیا ہے اس پر نظر ڈالنے سے پہلے سعید نفیسی نے اس تاریخی حقیقت کو یاد دلایا ہے کہ ایران میں جتنی بھی مذہبی، سیاسی اور سماجی تحریکیں عالم وجود میں آئیں وہ سب کی سب نسلی برتری اور طبقاتی امتیازات کے رد عمل کے طور پر وجود میں آئی تھیں، صوفیاء کی تحریک ہو یا مانوی مذہب، ان دونوں کو بھی وہ اسی ضمن میں شمار کرتے ہیں اور اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ تحریکیں نسلی برتری اور طبقاتی امتیازات کے خلاف ایک صدائے احتجاج تھیں جو صور اسرافیل بن کر گونجیں۔ انھوں نے قدیم ایران کا مختصر ترین جائزہ لیتے ہوئے اس بات کو یاد دلایا ہے کہ ساسانیوں کے اقتدار میں آنے سے پہلے

زردشتی مذہب نہ تو سارے ایرانیوں کا مذہب تھا اور نہ اس کو حکومت ہی کی پشت پناہی حاصل تھی۔ جب ساسانی خاندان کے افراد اس زمانے کے وسیع و عریض ایران کے حکمراں بن گئے تو انھوں نے اپنے خاندانی مذہب، زردشتیت کو اپنی قلمرو حکومت میں پھیلانے کے لیے صرف شدت و سخت گیری ہی سے نہیں بلکہ بڑے تعصب سے کام لیا۔ زردشتی مذہب کو ساسانیوں کا خاندانی مذہب اس لیے کہا گیا ہے کہ اس خاندان کے افراد شہر استخر کے آتشکدہ اناہیتہ (ناہید) کے موبدوں[۱] کی اولاد تھے۔ سعید نفیسی کا خیال ہے کہ ساسانیوں کی اس روش اور تعصب کی وجہ سے وہ لوگ جو طبقاتی امتیازات سے محروم تھے، صرف ساسانیوں ہی سے نہیں بلکہ زردشتی مذہب سے بھی بدظن و بدگمان رہنے لگے۔ اُن کے نزدیک مانوی مذہب کے عالم وجود میں آنے کا سب سے بڑا سبب ایرانی عوام کی ناراضی و ناخوشنودی تھا۔ خود مانی کا حوالہ دیتے ہوئے سعید نفیسی نے لکھا ہے کہ اُس کی پیدائش سرزمین بابل کے ایک علاقے "نہر کوثا" کے ایک دیہات 'مردینو' میں ۲۱۵ء میں ہوئی۔ جب وہ تیرہ سال کا تھا تو ۲۲۸ء[۲] میں اس پر پہلی وحی نازل ہوئی، مگر اس نے اپنی پیغمبری کا اعلان نہ کیا اور اس نزول وحی کو چھپائے رہا۔ پھر بارہ برس کا وقفہ رہا جب اس کی عمر پچیس سال کی ہوگئی تو ۲۴۰ء میں اس پر دوبارہ وحی نازل ہوئی، جس نے پہلی وحی کی تصدیق بھی کی اور اُس کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ اپنی پیغمبری کا اعلان کرے۔ جس دن مانی نے اپنی نبوت کا اعلان کیا وہ ساسانی بادشاہ، شاپور اول کی تاج پوشی کا دن تھا چونکہ مانی کا تعلق سرزمین بابل سے تھا جو مختلف اور گوناگوں عقائد کا مسکن بنی ہوئی تھی اور وہاں کے تمام عقاید میں کسی نہ کسی پہلو سے ثنویت کا جزو موجود تھا اسی لیے مانوی مذہب بھی ثنویت کے تصور کا مبلغ و منادبنا۔

سعید نفیسی نے مانی کی جن خاص خاص تعلیمات اور افکار کا جائزہ لیا ہے ان میں 'تصور خیر و شر' خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ اُس کے تصور خیر و شر کے بارے میں سعید نفیسی نے جو اطلاعات بہم پہونچائی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

"مانی اس بات کا معتقد تھا کہ برائی اور شر کا وجود ازل ہی سے ہے اور تین

---

[۱] موبد، زردشتی پروہتوں کا اصطلاحی نام ہے۔

[۲] ص ۸۱ پر ۲۲۴ء کو مانی کے اعلان نبوت کا سال لکھا گیا ہے جو غالباً طباعت کی غلطی ہے۔

عناصر یعنی ہوا، مٹی اور آگ دو طبیعتوں (خواص) کی حامل ہیں ان کی ایک خاصیت خیر ہے اور دوسری برائی اور شر، صرف روشنی اور اندھیرے کے درمیان سخت تضاد رہا ہے۔

مانویوں کو گناہوں سے پاک ہونے کے لیے وہی غسل کرنا چاہئے جو صابئین کرتے ہیں اور ان کو حقیقی صاحب عرفان اشخاص کا پیرو ہونا چاہیے۔ مانی پوری توریت اور عہد نامۂ قدیم (OLD TESTAMENT) کو باطل سمجھتا تھا لیکن انجیل اور پولس کے رسالوں پر اس کو اعتقاد تھا۔ وہ خود کو نہ صرف فارقلیط یعنی مسیح کا موعود سمجھتا تھا بلکہ خود کو عیسیٰ (علیہ السلام) کا آخری حواری اور آسمانی حقائق کے منتقل ہونے کا وسیلہ بھی گردانتا تھا" (ص ۸۳)

سعید نفیسی نے درج بالا اقتباس میں اجمالاً جو بات کہی ہے۔ اس کی تفصیل انہی کے الفاظ میں نقل کی جا رہی ہے تاکہ ان کا نقطۂ نظر پوری طرح واضح ہو جائے اور ہم یہ سمجھ سکیں کہ مانوی مذہب کی تعلیمات نے کس طرح اور کس حد تک ایرانی تصوف میں نفوذ کیا؟ اس سلسلے میں سعید نفیسی لکھتے ہیں:

"جیسا کہ کہا جا چکا ہے مانی کی تعلیمات کی بنیاد ثنویت اور دوگانہ پرستی پر قائم تھی اس ثنویت اور دوگانہ پرستی کو اس نے انتہا پر پہونچا دیا تھا۔ اس دور کے دیگر وہ تمام مذاہب جو دو مبدا (ORIGIN) پر اعتقاد رکھتے ہیں (ان کے مقابلے میں مانی نے اس سلسلے میں) کہیں زیادہ غلو کیا۔ وہ دنیا کو دو متضاد مبدا پر قائم سمجھتا تھا اور اس کا اعتقاد تھا کہ دونوں ہی مبدا، ازلی، ابدی اور جاودانی ہیں یعنی اچھائی یا خیر اور برائی یا شر (بہ الفاظ دگر) نور وظلمت (اس کے نزدیک ازلی، ابدی اور جاودانی ہیں) اچھائی یا نور کا آقا و مالک خدا ہے اور شیطان یا اہرمن، برائی یا ظلمت کا آقا و مالک۔

دونوں ہی کی قلمرو حکومت بے پایاں و بیکراں ہے۔ خدا کی قلمرو اپنی ماورائی بلندی اور گہرائی کے لحاظ سے اتر، پورب اور پچھم میں (بیکراں حدود تک پھیلی ہوئی ہے) اور اہرمن اس بات کے درپے ہوا کہ وہ نور کی سرزمین پر قبضہ کرلے۔ خدا، جس کو کہ لوگ عظیم باپ کے نام سے موسوم کرتے تھے، اس نے پانچ فرشتوں یعنی ہوش، عقل، فکر، ارادہ اور وہم کو صلح کے

لیے تخلیق کر رکھا تھا وہ اس بات پر قادر نہ ہو سکا کہ ان پانچوں فرشتوں سے مدد مانگے کیونکہ جنگ ناگزیر تھی اور یہ فرشتے تاریکی کے ناگہانی حملے سے ڈرتے تھے۔

اس وقت خدا نے مادرِ زندگی کو پیدا کیا اور اولین انسان اُسی سے پیدا ہوا سب سے پہلے اہرمن نے اولین انسان کے پیروں کو جکڑ لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زبردست خلفشار پیدا ہوا اور اچھائی اور برائی دونوں ایک دوسرے میں جذب و پیوست ہو گئیں لیکن اس جذب و پیوستگی نے دشمن یعنی اہرمن کی طاقت کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ عظیم باپ نے دوست روشنی کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔ اُس (روشنی) نے عظیم "بان" کو اور بان نے زندہ روح کو مدد کے لیے طلب کیا۔ وہ (زندہ روح) اُس انسان میں جو کہ گرفتار تھا پیوست ہو گئی۔ اس طرح وہ اس قابل ہو سکی کہ انسان کو رہائی دلائے۔ دنیا کی تخلیق اس طرح سے ہوئی ہے۔" (ص ص ۸۷ - ۸۸)

مذکورہ بالا طویل اقتباس سے اس بات کا تو پتہ چل جاتا ہے کہ مانوی مذہب کا تصورِ الٰہ اور تصورِ جہاں کیا ہے اور اسی سے اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ مانوی مذہب کے نزدیک اولین انسان کی تخلیق کس طرح ہوئی تھی ان مباحث کا احاطہ کرنے کے بعد سعید نفیسی نے مانوی مذہب کے تصورِ انسان کو بھی چند جملوں میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

"یہ دوگانہ پرستی اور ثنویت انسان کے اندر بھی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ انسان کے اندر دو متضاد اور مخالف روحیں یعنی ایک خیر کی اور ایک شر کی روح رہی ہے۔ انسان میں نورانی فکر، حس اور ہوش اور ظلمانی فکر، حس، ہوش ایک دوسرے کے مدِمقابل رہے ہیں نورانی فکر، حس اور ہوش نے رحم، ایمان، صبر اور عقل کو جنم دیا اور ظلمانی فکر، حس، ہوش نے کینہ، شہوت پرستی، غصہ اور حمق کو" (ص ۸۸)

مانوی مذہب کے پیرو دو طبقات میں منقسم تھے۔ پہلے طبقے کو طبقۂ برگزیدگان یعنی منتخب لوگوں کا طبقہ کہا گیا ہے اور دوسرے طبقے کو شنوندگان یعنی سننے والوں کا طبقہ۔ برگزیدہ طبقے میں شامل ہونے کے لیے نہ تو کسی خاص حسب نسب کی ضرورت تھی اور نہ ہی دنیاوی مال اور

جاہ وجلال کی۔ اس طبقے میں صرف وہی افراد شامل ہو سکتے تھے جو اپنی عبادت ریاضت اور زہد کو درجۂ کمال پر پہونچا دیں بقیہ لوگ جو اتنی عبادت نہ کر سکتے تھے وہ سب کے سب شنوندگان کے طبقے میں شامل تھے خواہ ان کا حسب نسب کچھ بھی ہو اور دنیاوی اعتبار سے وہ کتنے ہی ممتاز کیوں نہ ہوں۔ اس مذہب میں شامل رہنے کے لیے ان کو بعض پابندیاں البتہ کرنی پڑتی تھیں۔ ان تمام باتوں کا ذکر سعید نفیسی نے چند جملوں میں کر دیا ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"برگزیدوں کو چاہیے کہ وہ اپنی عبادت کے ذریعہ زہد کے درجۂ کمال پر پہونچ جائیں اور عبادت و ریاضت کے زمانے میں ان کو مذبوح یا غیر مذبوح جانور اور نشہ آور چیزیں کھانا منع تھا۔ ان کو چاہیے کہ ہر جانور اور ہر قسم کے پیڑ پودوں کو مارنے کاٹنے سے پرہیز کریں اور عورتوں (کی قربت) سے دور رہیں۔ شنوندگان پر ان سخت عبادتوں اور ریاضتوں کی پابندی نہ تھی ان کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ بت پرستی، جھوٹ، بخالت، جانداروں کے قتل، زنا اور کفر سے بچیں" (صـ۸۸-۸۹)

مانوی مذہب کے تصورِ الٰہ، تصورِ جہان اور تصورِ انسان سے تو ہم روشناس ہو چکے اب دیکھنا یہ ہے کہ اس مذہب کی رو سے اس دنیا کی انتہا کیا ہے اور اس کا خاتمہ کس طرح ہوگا؟ انسان کہاں جائے گا؟ دنیا کیا ہوگی؟ خدا کا عمل کیا ہوگا؟ اِن مطالب سے روشناس ہونے کے بعد پھر یہ دیکھا جائے گا کہ سعید نفیسی نے کن شواہد کی بنا پر یہ لکھا ہے کہ ایرانی تصوف میں مانوی مذہب کی تعلیمات نفوذ کر گئی ہیں۔ سعید نفیسی نے انتہائے عالم کے بارے میں مانویوں کے نقطۂ نظر کو جن الفاظ میں پیش کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

"مانویوں کے عقیدے کے مطابق اس دنیا کا خاتمہ اس طرح ہوگا کہ یہ دنیا ایک ناگہانی حادثے کی وجہ سے دوزخ کی ڈھلوان چٹان میں گر جائے گی اور اس دنیا میں عناصر بھی اس طرح پگھل جائیں گے جیسے ایک (کھولتے) دیگ میں ہوں۔ پھر ایک بہت بڑا پتھر جو زمین کی سطح کے برابر ہوگا اس کو ڈھک لے گا اور گناہ گاروں کی روحیں اُسی پتھر سے چپکی رہیں گی۔
اس وقت برگزیدہ افراد آسمان کی راہ پر چل پڑیں گے۔ شنوندگان کی روحیں جو کہ صرف آدھی عبادت کرتی تھیں دوسرے پیکروں میں حلول کر جائیں گی یہاں تک کہ روزِ جزا و سزا آجائے گا اور وہ گنہ گار جنھوں نے توبہ نہ کی ہوگی، جیسا کہ

کہا جاچکا ہے دوزخ میں جا پڑیں گے۔ اچھائی اور برائی اپنی اپنی حالتوں کی طرف واپس چلی جائیں گی اور ان کے درمیان ایک دائمی دیوار کھینچ دی جائے گی" (ص۸۹)

سعید نفیسی نے درج بالا تمام مسائل سے صرف اس لیے بحث کی ہے کہ وہ ایرانی تصوف میں مانوی تعلیمات کے نفوذ کو واضح اور روشن کرسکیں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے مانوی مذہب کی جو خصوصیات بتلائی ہیں وہ یہ ہیں۔

زردشتی عقاید کے بالکل برعکس نسلی اور طبقاتی امتیازات کی نفی کرنا۔ ہر فرد کو ایک دوسرے کے برابر سمجھنا۔ شرف و منزلت کا معیار، عبادت، ریاضت اور زہد کو قرار دینا۔ ان کے نزدیک اِن تمام باتوں کو ایرانی صوفیوں نے نہ صرف حرف بہ حرف قبول کیا بلکہ صدیوں تک اسی پر عامل رہے۔ سعید نفیسی کے نزدیک ایک چیز اور بھی ایرانی صوفیوں نے مانی اور اس کے پیرووں کے طریقے سے مستعار لی ہے اور وہ ہے اپنے خلیفہ یا جانشین کی نامزدگی۔ سعید نفیسی نے لکھا ہے کہ مانی نے خود اپنا جانشین مقرر کیا تھا جس نے مانی کے قتل کے بعد اس کے مشن کو برقرار رکھا اور تاحیات اسی کی تبلیغ کرتا رہا۔ مانوی مذہب کے جتنے بھی دینی رہنما تھے سب نے اپنے اپنے جانشینوں کو مقرر کیا تھا، البتہ برگزیدہ لوگوں کو نامزد کرنے کا کوئی طریقہ اس مذہب میں رائج نہ تھا بقول سعید نفیسی غالبًا ان کا انتخاب شنوندگان (یعنی عوام) کرتے۔ یہ بالکل وہی بات ہے جس طرح عصر حاضر میں بھی عوام کسی فرد کو ولیٔ کامل، قطب، ابدال یا اوتاد مان لیا کرتے ہیں۔

ان تمام چیزوں کے سلسلے میں سعید نفیسی نے ان خیالات کا اظہار کیا ہے:

"مانی کی تعلیمات کی بنیاد طبقاتی اور نسلی امتیازات کو اکھاڑ پھینکنے پر مبنی تھی اسی لیے مانویوں نے فکری ترقی اور معنوی ارتقا کو برتری کا معیار قرار دیا اور یہ وہی کام ہے جس کو ایران کے صوفیوں نے ان کے بعد انجام دیا کہ (ان کے نزدیک) تمام انسان برابر ہیں بجز ان لوگوں کے جنھوں نے عبادت کے ذریعہ بلند درجات حاصل کیے۔ اس طرح (ایران کے صوفیہ) ہر شخص کو فیض کے قابل سمجھتے تھے اور فیض کی راہ میں درک حاصل کرنے کا ذریعہ تربیت رہا ہے۔ یہ خیال ایران میں صدیوں تک رائج رہا آٹھویں صدی (ہجری) کے مشہور شاعر سید جلال الدین عضد نے ان خیالات کو اس طرح بیان کیا ہے۔

اگر پتھر کے دل میں چار چیزیں جمع ہو جائیں
تو وہ اپنی سنگینی کے باوجود لعل و یاقوت بن جاتا ہے
طینت کی پاکی، جوہر کا اصیل ہونا اور
اس نیلے آسمان کے ذریعہ پرورش پانے کی استعداد
میرے اندر یہ تینوں صفتیں موجود ہیں مگر مجھ کو چاہیے
تیری تربیت، کیونکہ تو دنیا کو آراستہ کرنے والا سورج ہے

اسی وجہ سے مانوی مذہب میں تمام افراد کے لیے یکساں حکم تھا۔ (اس کی رو سے) اسفل درجے سے اعلیٰ درجے تک پہونچنے کا زینہ صرف عبادت و ریاضت تھا۔ راہبوں کے سردار، بارہ حواری یا استاد (صدیقین) ہوتے تھے اس کے بعد ان کے بہتر شاگرد یا خلفاء (کا درجہ تھا) پھر ایک تعداد اور راہبوں کی تھی جن کے مختلف درجات تھے جن میں سے پست ترین درجہ وہ تھا جن کو برگزیدگان "خصیصین" کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ عوام میں پست ترین درجہ شنوندگان کا تھا۔ جیسا کہ ترکی زبان کے متون میں اس بات کی صراحت ملتی ہے کہ پہلوی زبان میں ان (شنوندگان) کو "نیگوشک" کہا گیا ہے یہی لفظ (فارسی) دری میں داخل ہو کر "نغوشاک" ہو گیا ہے جس کے معنی سننے والے کے ہیں۔

مانی نے اپنا جانشین خود منتخب کیا تھا اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس مذہب کے ہر پیشوا نے، خواہ وہ کسی درجے کا کیوں نہ رہا ہو، اپنے اپنے جانشین مقرر کیے ہوں گے، صرف برگزیدگان کا انتخاب غالباً عوام کرتے تھے۔" (ص ۸۶-۸۴)

درج بالا اقتباس میں سعید نفیسی نے واضح الفاظ میں کھل کر یہ تو نہیں کہا ہے کہ اسلامی تصوف میں جانشینی کا جو دستور تصوف کے روز آغاز ہی سے چلا آرہا ہے وہ مانوی مذہب کے طریقے سے ماخوذ ہے مگر ان کے بین السطور سے یہی مطلب نکلتا ہے کہ مسلمانوں میں جو سلاسل تصوف رائج ہیں اور ان سب میں جانشین یا خلیفہ منتخب کرنے کا جو دستور رہے وہ مانوی مذہب کی تعلیمات کے اثر کا بین ثبوت ہے۔ علاوہ برایں مسلمان صوفیہ نے قرآن و حدیث کے واضح احکام پر عمل کرتے ہوئے طبقاتی امتیازات اور نسلی برتری کی جو نفی کی

ہے وہ بھی سعید نفیسی کے نزدیک غالباً اسلامی تعلیمات کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ مانوی مذہب کی تعلیمات کا نتیجہ ہے اسی طرح عبادت، ریاضت وغیرہ کو بھی غالباً وہ کوئی اسلامی چیز نہیں سمجھتے ورنہ ان کو صرف صوفیوں سے منسوب نہ کرتے بلکہ با عمل مسلمانوں کا خاصّہ قرار دیتے۔

سعید نفیسی نے تصوف کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ نئے ہی نہیں بلکہ چونکا دینے والے بھی ہیں۔ اگر ان کے افکار و تصورات کی روشنی میں تصوف کا غیر روایتی انداز سے مطالعہ کیا جائے تو بہت سے نئے نئے حقائق کا انکشاف ہو سکتا ہے جس سے تصوف کی ایک مستند اور وقیع تاریخ مرتب ہو سکتی ہے۔

تصنیفی تربیت کے اسکالرشپ میں اضافہ

ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی علی گڑھ کی طرف سے زیر تربیت طلبا کو چار سو روپیہ ماہانہ وظیفہ دیا جاتا تھا۔ اب اسے بڑھا کر پانچ سو (۵۰۰/-) کر دیا گیا ہے۔ یہ وظیفہ دو سال کے لیے ہوتا ہے۔ منتخب ہونے والے افراد کو ادارہ کی طرف سے قیام کی سہولت حاصل رہے گی۔

درخواست دہندہ کا کسی معروف عربی درس گاہ کے درجۂ فضیلت یا اس کے مساوی درجہ سے فارغ ہونا ضروری ہے۔ ساتھ ہی ہائی اسکول کے معیار کی انگریزی کی صلاحیت بھی ضروری ہے۔ بی۔ اے پاس شدہ افراد بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ عربی میں اچھی استعداد رکھتے ہوں۔

تحریک اسلامی سے متعلق یا کسی معروف شخصیت کی تصدیق کے ساتھ حسب ذیل معلومات فراہم کی جائیں۔

(۱) نام (۲) عمر (چوبیس سال سے زیادہ نہ ہو) (۳) پورا پتہ (۴) تعلیمی استعداد (اسناد اور مارکس شیٹ کی نقل کے ساتھ) (۵) کورس کے علاوہ مطالعہ کی تفصیل (۶) مطبوعہ یا غیر مطبوعہ مضامین کی نقل (۷) ان موضوعات کی تفصیل جن سے درخواست دہندہ کو خصوصی دلچسپی ہو۔

درخواستیں جلد از جلد روانہ کی جائیں۔

نوٹ: جو لوگ ہندی یا انگریزی میں لکھنا چاہتے ہوں یا جن کی مادری زبان علاقائی زبان ہو وہ بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ انتخاب انٹرویو کے بعد ہوگا۔ جن لوگوں کو انٹرویو کے لیے بلایا جائے گا انھیں ایک طرف کا کرایہ سکنڈ کلاس مع سپیر چارجز کے دیا جائے گا۔ درخواست اس پتہ پر روانہ کریں۔

سید جلال الدین عمری
سکریٹری ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی
پان والی کوٹھی۔ دودھ پور، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱